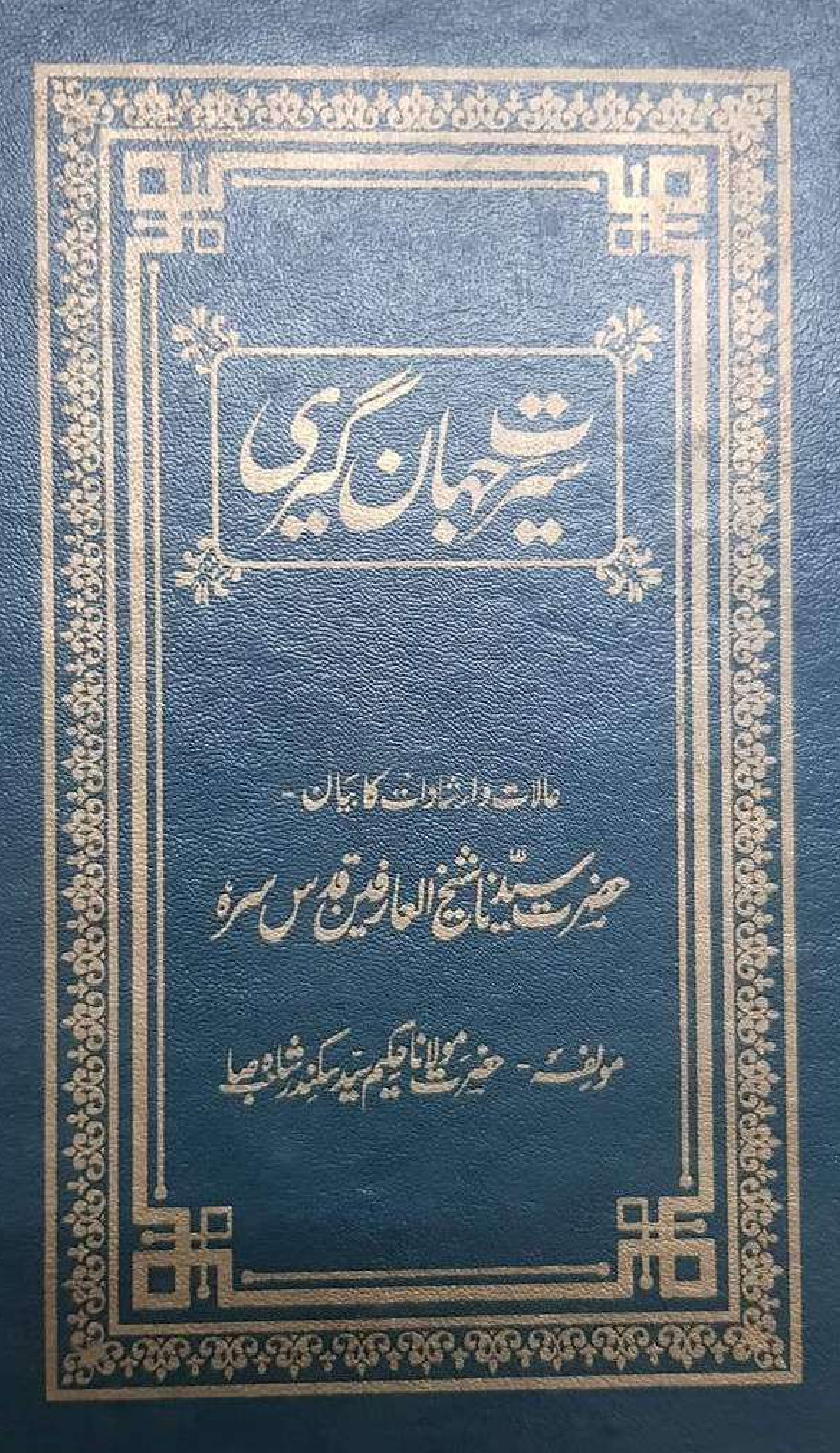


سیرت جہاں گیری

حالات و ارشادات کا بیان۔

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ

مؤلف۔ حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب

قولہ تعالیٰ ھو الآمر بالکاف والنون ویخلق ما لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ

سیرت جہانگیری

نبذے حالات شریف

غوث زمان قطب دوران سیدنا و مولانا شیخ العارفین

حضرت سید شاہ مخلص الرحمٰن الملقب بہ جہانگیر شاہ قدس سرہٗ

حسب الحکم جناب حکیم مولوی سکندر شاہ صاحب اعظم گڈھی مقیم بنارس

بماہ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ ہجری

باہتمام لالہ ٹھاکر داس اینڈ سنز

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوئی

بار اول تعداد ۵۰۰ ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ۔ بعض حالاتِ شریفہ و کراماتِ عجیبہ جناب دادا پیر صاحب غوث زمان و قطب دوران قبلۂ عالم شیخ العارفین سیدنا و مولانا

حضرت سید شاہ مخلص الرحمٰن روحی فداہ

الملقب بہ جہانگیر شاہ قدس اللہ سرہ العزیز جو نہایت مختصر طور پر لکھے گئے ہیں شائع ہوئے۔

آپ کی عمر شریف ۷۲ سال کی ہوئی۔ آپ کا مولد و مسکن موضع مرزا کھیل شریف نواح شہر اسلام آباد عرف چاٹگام ہے۔ آپ کا طریقہ قادریہ شریف اور مشرب الہ اخلاقی ہے آپ کا مزار مبارک مرزا کھیل شریف میں زیارت گاہِ خلائق اور مرجع خاص و عام ہے آپ کو اپنے حضرت شیخ کی بارگاہ سے لقب جہانگیر شاہ عطا ہوا اور آپ کا خداداد لقب شیخ العارفین ہے۔ آپ کے تصرفات اور کرامات کے واقعات نہایت کثیر ہیں۔ انہیں سے صرف بعض شائع کئے جاتے ہیں۔

اگر خدمت طبع کی بجا آوری میں اس ناچیز سے جو فروگذاشت اور غلطی ہوئی ہے اسے پروردگار عالم اپنی رحمت سے معاف فرمائے آمین۔

سکندر شاہ غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرتِ جہاں گیری

اسلام آباد کا مختصر بیان	حضرت سیدنا شیخ العارفین کا مولد و مسکن موضع مرزا کھیل شریف

ضلع چاٹگام ہے۔ اسلام آباد اور شہر سبز بھی اس شہر کو کہتے ہیں۔ ملک بنگال میں اس سرزمین کو بہت بڑا یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے قدوم سے منور اور انکے فیضان و برکات سے مالا مال ہے۔ اور اس خطۂ پاک سے بہت اہل علم اور ارباب کمال پیدا ہوئے ہیں۔ یہ شہر سمندر کے ساحل اور دامن کوہ میں آباد ہے۔ چونکہ یہ ایک بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ اسوجہ سے عرب فاتحین نیز عربوں کے چین کو جانے والے قافلے ابتدائے اسلام میں یہیں سے گزرے۔ بعض یہاں آباد ہو گئے۔ اور اس کثرت کے ساتھ آباد ہوئے کہ باوجود امتداد زمانہ اب تک یہاں کی طرز معاشرت میں ایک جھلک عرب کی نظر آتی ہے۔ اور یہاں کی ملکی مروجہ زبان میں عربی الفاظ مخلوط اور مستعمل ہیں۔ تحفظ نسب کا خیال اور لحاظ یہاں کے مسلمانوں میں مثل اہل عرب کے اب تک چلا آتا ہے :۔

حضرت شیخ العارفین کے خاندانی حالات اور ولادت شریف	جناب مولوی سید غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ کے والد ماجد نہایت مقدس

بزرگ اور دنیوی حیثیت سے وکالت پیشہ اور زمیندار تھے۔ جن کے اجداد بزرگوار عرب سے آکر یہاں آباد ہوئے تھے آپ کے بزرگوں میں دو بھائی بڑے میاں صاحب اور چھوٹے میاں صاحب کے نام سے معروف تھے۔ قصبہ دیانگ۔ تھانہ انوارا ضلع چاٹ گام انہیں بزرگوں کی اولاد سے آباد ہے۔ جو نہایت محترم اور صحیح النسب آلِ رسول تسلیم کیجاتی ہے۔ یہ خاندان ان اطراف میں نہایت معزز اور مکرم ہے۔

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ کی ولادت شریف ۱۲۲۹ھ ہجری مطابق ۱۸۱۴ء میں دوشنبہ[۵] کے دن ہوئی۔ آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ چیز آپ میں ودیعت فرمائی تھی جس کی وجہ سے ہر ایک کا دل آپ کی طرف بے اختیار کھنچتا تھا۔ آپ کا نام نامی و اسم گرامی والدین نے مخلص الرحمٰن رکھا۔ اور پیار سے کبھی کبھی میاں جان بھی فرماتے تھے۔

آپ کے والد ماجد لوگوں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ نور العین گل ریحان ہے اس کو تر و تازہ اور شاداب رکھ سکو گے تو اس سے ہمیشہ خوشبوئے روح افزا پاؤ گے۔ آپ کے والد ماجد کا یہ فرمانا محض شفقت پدری ہی سے نہ تھا بلکہ آپکی بزرگی کی وجہ سے تھا۔ کہ اس وقت جو بات خیال فرمائی اور ظاہر فرمائی وہ پوری ہو گئی وہ یہ ہدایت اور یہ خوشبوئے روح افزا تمام عالم میں پھیلی۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
میتافت ستارۂ بلندی

[۵] بہت تحقیق کی گئی لیکن آپکی ولادت شریف کی تاریخ اور مہینہ کا علم اب تک نہیں ہوا۔ ۱۲

۱۸۴۱ء

آپکے سر سے سایۂ پدری عالمِ طفولیت ہی میں اٹھ گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہانے آپکی پرورش اور تعلیم و تربیت فرمائی ؛

چھ سال کی عمر

آپ کی ظاہری تعلیم

آپکے اساتذہ میں ایک مشہور عالم مولانا عبدالجبار صاحب و مولانا عبدالخالق صاحب (جن کے آباواجداد سمرقند سے آئے تھے) اور مولوی علیم الدین صاحب ہیں۔ جنسے آپنے قرآن مجید اور اردو۔ فارسی اور عربی کتب متداولہ کو پڑھا ؛

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ العزیز ابتدائے عمر سے ہی نہایت ذہین اور ذکی اور قوی الحفظ تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اکثر کتابیں مختلف علوم کی آپ کے مطالعہ سے نکل گئیں۔ جب آپنے اپنے ملک کی تعلیم مروجہ ختم فرمالی تو آپ کی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہانے اپنی کبر سنی کے خیال سے مناسب سمجھا کہ آپ کی شادی اپنے سامنے کردیں۔ چنانچہ ایک شریف اور معزز خاندان میں آپکی شادی کردی۔ آپ کی زوجۂ مطہرہ کا نام لطف النساء رحمۃ اللہ علیہا ہے ؛

چونکہ خدانے آپ کو نہایت بلند حوصلہ اور عالی ہمت بنایا تھا۔ اور ذوق علم آپ میں حد سے زیادہ تھا۔ اس لئے بقیہ علوم کی تکمیل کیلئے آپنے سفر اختیار فرمایا اور تمام علوم معقول و منقول کو کلکتہ میں حاصل کرکے ایک بے مثال متبحر عالم ہوگئے ؛

آپ پر محبت الٰہی کے ذوق و شوق کا غلبہ اور شیخ کی تلاش

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ العارفین کے دل میں محبت الٰہی کے ذوق و شوق نے غلبہ کیا۔ اور آپنے خیال فرمایا کہ اصلی علم علم معرفت اور عرفانِ الٰہی ہے جو بغیر شیخ کامل کے حاصل

نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آپ کو شیخ کامل کی تلاش ہوئی۔ اور اب آپ طالب حق ہو کر جناب مولانا برہان صاحبؒ فرنگی محلی لکھنوی کی خدمت میں تشریف لیگئے مولانا برہان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل درویش تھے۔ لیکن آپ کی توجہ منتقلہ نہ تھی۔ اس وجہ سے خود جناب مولانا نے ہمارے حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ العزیز سے فرمایا کہ:

آپ کو حزب البحر پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت دیکر رخصت کرتا ہوں۔ حضرت مولانا سید امداد علی صاحبؒ بھاگلپوری کی خدمت میں جائیے۔ ان کا قلب نورانی ہے۔ وہ اس زمانے میں ایک کامل اور مکمل شیخ ہیں۔ آپ کا مقصد انکی خدمت میں انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا۔

آپ نے جناب مولنا صاحب موصوف کے اس ارشاد کے مطابق قصد حاضری خدمت حضرت سیدنا شیخ العالم سید امداد علیؒ کیا جو اس زمانہ میں بکسر میں صدر اعلیٰ تھے، وہاں پہنچکر آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، حضرت سیدنا شیخ العالم قدس سرہ العزیز نے آپ کو ایک متبحر عالم دیکھکر آپکی تعظیم فرمائی۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور اپنا حقہ پینے کو عنایت فرمایا۔ آپ کے مافی الضمیر سے واقف ہو کر اور آپ کو محبت الٰہی کے ذوق و شوق میں سرشار دیکھکر حضرت سیدنا شیخ العالم قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ یہاں قیام کیجئے۔ مناسب وقت میں آپ کو تعلیم و تلقین کیجائیگی۔ اس فرمان کے موافق آپ وہاں رہنے لگے۔ حضرت شیخ العالم نے سلسلہ قادریہ شریف

میں آپ کو مرید فرمایا۔ اور مقررہ وقت پر توجہ دی۔ اور آپ کو تعلیم فرمائی۔ آپ حلقہ اور سماع میں بھی حاضر رہنے لگے۔ اور آپ کے ذوق وشوق اور محبت الٰہی میں روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ آپ پر محویت اس درجہ طاری ہوئی کہ ظاہری ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور آٹھ دن تک اسی حالت میں مستغرق رہے۔ اور برکت شیخ اور ہمتِ شیخ سے رفتہ رفتہ پھر ہوش وحواس میں آئے؛

حضرت شیخ العالمؒ کی توجہ سے آپ تھوڑے عرصہ میں ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے

؎ مقام خواجہ برتر از گمان است ؛ برون از حدِ تقریر و بیان است

اور خدمتِ شیخ سے حقیقت کا پتہ پاکر محبت الٰہی کے دریا میں ڈوبے؛

ایک بار حضرت شیخ العارفین نے اپنی بڑی صاحبزادی صاحبہ سے وہ واقعہ پہلو میں بیٹھنے اور حقہ پینے کا جو حضوری شیخ میں ابتدائً پیش آیا تھا بیان فرماکر یہ ارشاد فرمایا کہ اِس واقعہ کے بعد جب ہم آدابِ شیخ سے واقف ہوئے تو پہلوئے شیخ سے شیخ کے سامنے آئے۔ پھر سامنے سے صفِ نعال میں آئے۔ پھر شیخ کے روبرو غائب ہوگئے ؎

مرا طاقتِ دیدن او کجا ... کہ بے خود شوم ہر کہ نامش برد

بہ میخانہ جامی نہ از خود رود ... مگر ہمتِ شیخ جامش برد

حضرت شیخ العارفینؒ حضوری شیخ میں چھ مہینے رہے۔ اس درمیان میں آپ کچھ عرصہ کے لئے بحکم شیخ اپنے دادا پیر اعلیٰحضرت غوث العالم سیدنا و مولانا حکیم شاہ محمد مہدی

قادری فاروقی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں چھپرہ شریف رہے۔ اور پھر وہاں سے رخصت پاکر خدمت شیخ میں حاضر ہوئے ٭

اعلحضرت سیدنا غوث العالم کا ایک گرامی نامہ چھپرہ شریف سے ہمارے حضرت پردادا پیر صاحب رح کے نام بھاگلپور شریف ورود فرمایا۔ جسمیں ہمارے حضرت شیخ العارفین رح کو بھی یاد فرماکر سلام ارقام فرمایا ہوا ٭

ایک دفعہ حضرت سیدنا شیخ العارفین رح نے بڑی صاحبزادی صاحبہ رح سے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم پردادا پیر قدس سرہ العزیز کی ہیبت اس درجہ غالب تھی کہ ہم انکے سامنے کھڑے نہ ہو سکتے تھے ٭

جب حضرت سیدنا شیخ العارفین رح پر غلبہ محبت و عشق حد سے زیادہ ہوگیا۔ اور روح میں غایت درجہ حرارت آگئی تو حضوری شیخ میں قدمبوس ہوگئے اور یہ عرض کیا کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں جاکر مشغول ہونے کی اجازت عطا ہو حضرت سیدنا شیخ العالم رح نے فرمایا۔ آپ جہانگیر ہیں۔ آپ کی وجہ سے بہت ممالک آباد ہونگے۔ اپنے گھر میں رہکر یاد خدا میں مشغولی کیجیے اور مخلوق کو خدا کا راستہ بتائیے ٭

آپ کی خلافت

چھ مہینے کے بعد آپ کے تعلقات روحانی اور قابلیت کو دیکھکر حضرت سیدنا شیخ العالم قدس سرہ نے باشارت غیبی آپ کو خلافت و اجازت عطا کی۔ اور لقب جہانگیر شاہ سے ملقب فرمایا۔ اور وصیت کی۔ کہ

اپنے اور بندگانِ خدا کے فائدہ کے لئے کوشش اور مجاہدہ کے ساتھ خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول رہنا۔

حضرت سیدنا شیخ العالم قدس سرہ کی بارگاہ سے آپ کو جو لقب جہانگیر شاہ عطا ہوا۔ ایک دفعہ اس کے بارے میں حضرت سیدنا شیخ العارفین نے یہ ظاہر فرمایا کہ بنیاد تو ہم نے رکھدی ہے۔ مگر اس کی تکمیل ہم نے ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ مدظلہ العالی کا ذکر کر کے فرمایا کہ، ان کے ہاتھ پر موقوف رکھی ہے۔ ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کی ۲۲ یا ۲۳ تاریخ کی صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کا خدادادی لقب شیخ العارفین ہے۔ اور عالم غیب میں آپ لقب شیخ العارفین سے ملقب ہیں:۔

جب حضرت شیخ العارفین خدمت شیخ سے فیضیاب اور دولتِ سرمدی سے مالا مال ہو کر حسب الحکم مراجعت فرمائے وطن ہوئے تو جملہ اعزہ واقربا اور متعلقین کو نہایت ہی مسرت اور شادمانی حاصل ہوئی۔ اور آپ یادِ الٰہی اور ہدایتِ خلق میں مشغول و مصروف ہوئے۔

آپ کے فیوض و برکات اور طرزِ معاشرت

علم ظاہری کا سلسلہ درس و تدریس بھی جاری فرمایا جنہوں نے آپکے روبرو زانوئے ادب تہ کیا خدا نے ان کو دینی اور دنیوی عروج نصیب فرمایا۔ آپکے حلقہ درس سے بہت لوگ فارغ التحصیل

اور ذی استعداد و جید عالم ہو کر نکلے۔

آپ ایسا حسن و جمال اور ایسی ہیبتِ حق رکھتے تھے کہ جو شخص آپ کے چہرۂ مبارک پر نظر ڈالتا۔ بارِ دگر نظر اٹھا کر دیکھنے کی اس کو جرأت نہ ہوتی آپ کا قد میانہ، موئے مبارک کانوں پر پڑے ہوئے، رنگ نہایت ملیح و صبیح اور نورانی ہے

عارض است ایں یا قمر یا لالۂ حمراست ایں
یا شعاعِ شمس یا آئینۂ دلہا است ایں
چشم تو جادو است یا آہو است یا صیادِ خلق
یا دو بادام سیہ یا نرگسِ شہلا است ایں
قامت است ایں یا الف یا نخل یا سروِ مراد
یا مگر گلدستۂ باغ جناں آراست ایں
کوئے تو کعبہ است یا خلد بریں یا بوستاں
یا گلستانِ ارم یا جنت الماوی است ایں

آپ نہایت خندہ رو اور شیریں زبان تھے۔ اور آپ کا کلام قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہوتا تھا۔ گویا آپ ناطق باللہ تھے۔ طرزِ معاشرت، عادات، اخلاق، برتاؤ اور ہر ایک دینی اور دنیوی کام میں آپ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع تھے۔ اور بالکل قدم بقدم چلتے

تھے۔

حضرت سیدنا شیخ العارفین ہمہ تن محبت تھے۔ آپ کے فیضان صحبت سے دلوں میں درد اور محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے

مدح او حیف است با زندانیاں ÷ گویم اندر مجمع روحانیاں

آپ کے خواب کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آواز دیتا تو جاگنے والے کی طرح جواب دیتے تھے۔ غفلت کی نیند کبھی نہیں ہوتی تھی

خواب پندوکہ آن فتنۂ بیدار من ÷ دروانگیزی پنہاں بہ افراموشم چساں

آپ کا معمول شریف آپ کا معمول یہ تھا کہ پچھلی رات کو تہجد کی نماز پڑھتے۔ اور فجر تک ذکر۔ مراقبہ و مشاہدہ فرماتے۔ نماز فجر کے بعد پھر مراقبہ و مشاہدہ فرماتے اس کے بعد قرآن شریف کی تلاوت۔ نماز چاشت کے بعد درس طلباء اور کثیر التعداد آیندگان و روندگان کی خبر گیری کرتے اور ان کے لئے دعا فرماتے قریب نصف النہار کھانا تناول فرماتے۔ اور بعد طعام قیلولہ فرماتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد پھر درس طلباء اور مریضوں اور اہل حاجت کی مشکلکشائی فرماتے آپ کی بارگاہ سے کوئی بھی محروم نہ رہتا تھا

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ÷ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ÷ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

نماز عصر سے نماز مغرب تک صحن میں ٹہلتے ہوئے تسبیح پر وظیفہ پڑھتے

اور اپنے آخر زمانے میں ہاتھ اٹھا کر عام بندگانِ خدا کے لئے دعا کرتے۔ اور فرماتے عام مخلوق کے لئے سوا ہمارے کون دعا کرے گا۔ گاہے گاہے دعا میں اپنے چھوٹے صاحبزادے ہمارے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی روحی فداہ کو یاد فرماتے تھے۔ اور آپ کے حق میں یہ دعا فرماتے تھے کہ ان کو پیغمبری علم نصیب کر۔ اور ہمارے بعد ہمارا جانشین بنا۔

بے مؤید بے کتاب و استا ❊ بینی اندر دل علوم انبیاء

نماز مغرب کے بعد عشا تک مراقبہ و مشاہدہ میں مشغول رہتے۔ بعد نماز عشا کھانا تناول فرماتے۔ کبھی جی چاہتا تو سماع نہایت ذوق و شوق سے سنتے۔

امور خیر میں آپ کی مشغولی رمضان شریف میں معمولات سے زیادہ رہتی اور دن میں قرآن مجید کی تلاوت اس مبارک ماہ میں زیادہ فرماتے رہتے۔ نماز صحت و علالت میں بحالت ہوش کبھی آپ سے قضا نہیں ہوئی۔ روزہ اور نماز موافق شریعت نہایت مستحب طور پر ادا فرماتے تھے۔ کامل تیس سال آپ نے ریاضتہائے شاقہ فرمائی ہیں۔

آپ کی ذات بابرکات سے پہلے سلسلۂ طریقت کا سلوک کے ساتھ مشرقی بنگالہ میں اس طرح جاری نہ تھا۔ مجذوب درویش تھے جن سے عام خلائق مستفیض نہ ہوسکتی تھی۔ آپ نے حسبِ ہدایت حضرت سیدنا

شیخ العالم جب ہدایت مخلوق کی طرف توجہ فرمائی۔ تو بہت لوگ سلسلہ علیہ قادریہ کی غلامی میں داخل ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ آپ کی کرامت اور بزرگی کا غلغلہ عالم میں پھیل گیا۔

آپ کو لوگ بڑے مولانا صاحب کہتے تھے۔ اور آپ کی پالکی بعض رئیس اپنے کندھوں پر اٹھاتے۔ اور اسکو اپنا فخر اور وسیلہ نجات سمجھتے تھے۔ آپ کا طریقہ قادریہ شریف، مشرب ابوالعلائی چشتی شریف ہے۔ مذہبًا آپ سنی حنفی تھے طریقہ عالیہ قادریہ میں مرید فرماتے۔ اور طریقہ ابوالعلائی چشتی شریف کے موافق تعلیم اور توجہ عطا فرماتے۔ کبھی کبھی آپ حلقہ اور سماع فرماتے تھے۔ آپ کے فیضان صحبت سے ذوق و شوق اور محبت الٰہی کی آگ دلوں میں بھڑک اٹھتی تھی۔ اور بیشمار طالبین مولیٰ اور اہل حاجت قریب و بعید سے بکثرت آتے۔ اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے مقصد کو پہنچتے تھے۔ آپ کی ذات بابرکات حضرت مولانا روم قدس سرہ کے اس شعر کی مصداق تھی۔

یک زمانہ صحبتے با اولیا ؎ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

غلاموں کی درخواست پر آپ کبھی کبھی کہیں کہیں تشریف لیجاتے اور بندگان خدا کی ہدایت اور مشکل کشائی فرماتے۔ ان دیار میں طریقہ محفل میلاد شریف نبوی مروج نہ تھا۔ حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ نے محافل میلاد شریف

کے انعقاد کی ہدایت فرمائی۔ اور آپ کی بدولت اب بےشمار لوگ میلاد شریف کی محفلیں منعقد کر کے خیر و برکت حاصل کرنے لگے حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ دنیوی کام اس روش سے کرتے تھے جس سے کار آخرت میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ آپ غفلت سے بہت ڈرتے تھے۔ اور ہمیشہ دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی تونگری سے بچانا جو تجھ سے غفلت میں ڈالے۔ اور ایسی غریبی سے محفوظ رکھنا جو تیری یاد سے غفلت پیدا کرے۔ آپ کو غفلت سستی اور کاہلی سے نہایت درجہ کا احتراز تھا۔ فرماتے تھے۔ غفلت اور سستی شریفوں کا شعار نہیں ہے یہ غلاموں کا شعار ہے شرافت اور نجابت کی بقا ہمیشہ محنت کشی اور چستی سے ہوتی ہے۔ دینی یا دنیوی مشغولی سے کبھی بیکار نہیں رہتے تھے۔ یا دینی کام کرتے تھے یا دنیوی۔ بیکاری کو بہت ناپسند فرماتے۔ اور اس سے گھبراتے تھے۔ آپ وارد و صادر اور مسافر سب کی مہمان نوازی فرماتے اور اعزہ و اقارب سے بہ صلہ رحمی پیش آتے۔ اور شیریں کلامی سے سب کو خوش رکھتے تھے۔ خدا پرستی اور دینداری کی ترغیب و تعلیم آپ عام طور پر فرمایا کرتے تھے۔ رضائے مولیٰ کا خیال آپ کو رفتار گفتار و معاملات میں اور ہر حال میں رہتا تھا۔ آپ علم شریعت و طریقت کے مجمع البحرین تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل کو اس طریقہ سے حل فرماتے کہ سائل کی تسکین ہو جاتی:

آپ کا تبحر علمی	آپ کی وسعت معلومات اور آپ کا تبحر علمی ایسا تھا کہ کوئی آپ کے

سامنے لب کشائی کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔

ایک بار مولوی کرامت علی صاحب جونپوری، چاٹگام میں آئے اور انہوں نے ایصالِ ثواب اور بزرگانِ دین کی نذر و نیاز سے کہ جسکا جواز شرع اور تعامل سلف صالحین سے ثابت ہے۔ لوگوں کو منع کیا۔ اور ان مسائل کی حرمت وعدم جواز کے درپے ہوئے۔ انکی یہ باتیں رفتہ رفتہ دور تک مشہور ہو گئیں۔ اور مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہونے لگا۔ یہ حالت دیکھکر شہر چاٹگام کے مشہور عالم مولوی ابوالحسن صاحب نے حضرت شیخ العارفین کی خدمت میں عرض کرایا کہ مولوی کرامت علی صاحب جونپوری ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپ شہر میں تشریف فرما ہوں۔ تاکہ ان مسائل کی تحقیق ہو کر جواز و عدم جواز میں جو حق ہو عوام کو اس سے اطلاع دیجائے۔ حضرت سیدنا شیخ العارفین شہر میں تشریف لیگئے اور قدم مبارک کی مسجد میں قیام فرمایا۔ مولانا ابوالحسن صاحب کو جب آپکے تشریف فرما ہونے کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے مکان پر لیگئے۔ اور کہا کہ مولوی کرامت علی صاحب کے یہ دلائل ہیں ان مسائل کے جواز میں جو دلائل ہیں وہ بیان فرمائے جائیں۔ آپنے فرمایا۔ مولوی کرامت علی صاحب کو سامنے بلائیے۔ بالمشافہ سب بیان کر دیا جائیگا۔ یہ خبر جلد مشہور ہو گئی کہ آپ شہر میں اس غرض سے تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور لال دیگی کے کنارے جو وسیع میدان ہے وہاں مجلس مناظرہ قرار پائی۔

یہاں مقررہ وقت پر لوگوں کا ایک انبوہ اور ازدحام ہو گیا۔ انگریزی حکام نے پولیس

انتخاباً مقرر کردی۔ اور کلکٹر اور دیگر انگریزی عہدہ دار انتظام کی غرض سے خود جلسہ میں پہنچ گئے۔ مولوی کرامت علی صاحب نے اپنی کتابیں گاڑی میں بھر کر پہلے بھیج دیں۔ جنہیں دیکھکر کلکٹر نے سیدنا شیخ العارفینؒ سے دریافت کیا کہ آپ کی کتابیں کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی کرامت علی صاحب کا علم کتابوں کے اندر ہے مگر ہمارا علم بفضلہ ہمارے سینہ کے اندر ہے۔ اس کے بعد مولوی کرامت علی صاحب بھی گاڑی میں بیٹھکر آئے۔ لیکن گاڑی سے نہ اُترے۔ اور پوچھا کہ جنسے مناظرہ قرار پایا ہے وہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ کو اشارے سے بتایا۔ اور اور مولوی کرامت علی صاحب نے دیکھا۔ لیکن دیکھتے ہی ایک ایسی ہیبت حق اُنپر طاری ہوئی کہ وہ جلسہ گاہ کے اندر قدم نہ رکھ سکے۔ اور فوراً ہی واپس چلے گئے۔

اب لوگوں کا اشتیاق یہ ہوا کہ حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ ہی ارشاد فرمائیں تاکہ بندگانِ خدا جو اسقدر ذوق و شوق کے ساتھ یہاں تک پہنچے ہیں محروم نہ رہیں۔ اسپر آپ نے کلمات طیبات، اور ارشادات قدسی آیات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اور نہایت شرح و بسط کے ساتھ ایسی دلنشین تقریر فرمائی کہ سب لوگوں پر امر حق کا اظہار ہو گیا۔ اور انکا اچھی طرح پورا پورا اطمینان ہو گیا۔ آپ کی بدولت کثیر التعداد بندگانِ خدا کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ فتنہ اور گمراہی سے محفوظ رہے۔

آپ کا حافظہ اسقدر قوی تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ کسی کتاب کو دیکھکر چودہ ۱۴ برس تک اسکا مضمون ہمیں یاد رہتا ہے۔ ایسی یاد داشت اور قوت حافظہ

کسی ہین دیکھنے مین نہین آئی ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مرزا کھیل شریف کے جانب شمال ایک موضع مین جہان شرفا اور ذی علم لوگ آباد ہین آپ تشریف لیگئے۔ وہاں کے علمانے عرض کیا کہ اسکو تو ہم لوگ کیا سمجھ سکتے ہین کہ حضور کا مبلغ علم کس پایہ کا اور تبحر علمی کس درجہ کا ہے۔ مگر اتنا جانتے ہین کہ حضور کی تقریر کے مقابلہ مین کوئی ٹھہر نہین سکتا۔ آپنے ارشاد فرمایا۔ اگر ہم نہ بھی پڑھے ہوتے تو اللہ تعالی نے ہمین وہ صفائی قلب و عقل عنایت کی ہے کہ ایسی تقریر کرتے جسکا جواب انشاء اللہ کسی سے بن نہ پڑتا ۔

آپکے ارشادات مین سے یہ بھی ہے کہ علما کو کسی سوال کے جواب مین تردد ہوتا ہے اور ہمکو یہ خیال ہوتا ہے کہ کونسا جواب دین۔ بہت جوابات فوراً ذہن مین آتے ہین ؎

قوت جبرئیل از مطبخ نبود + بود از دیدار خلاق وجود

جنوری ۱۸۸۰ء مین بمقام موضع ساتکینہ ضلع چاٹگام منشی رحمت علی صاحب چودہری پنشن یافتہ سب انسپکٹر پولیس ساکن کفایت نگر تھانہ فٹکچری ضلع چاٹگام اور بابو ہر کمار رائے صاحب منصف سے حقانیت اسلام نیز اس مسئلہ مین گفتگو ہوئی کہ مردے کو آیا جلانا بہتر ہے یا دفن کرنا۔ آخر یہ طے ہوا کہ منشی صاحب اپنے علما کو اور منصف صاحب اپنے پنڈتون کو

اسکی تحقیق کے لیے جمع کرین۔ چنانچہ تاریخ مقررہ پر ایک بڑا مجمع ہوا جس مین سیدنا شیخ العارفینؒ تشریف فرما ہوئے۔ اور بعض علماء بھی شریک ہوئے۔ جیسے مولوی عبدالعلی صاحب محدث ساکنینہ اور مولوی ولی محمد صاحب محدث ساکنینہ۔ اور اسطرف سے ستّرہ پنڈت مناظرہ کے لیئے بلاتے گئے۔

حضرت سیدنا شیخ العارفین اسلام کی طرف سے مناظر قرار پائے۔ اس لیئے کہ آپ علم و فضل و کمال مین سب سے فائق تھے۔ اور ہنود صاحبان کی مذہبی کتابوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ نہایت شیرین زبان اور حاضر جواب بھی تھے اور آپ کا کلام کبھی سخت اور درشت نہوتا تھا۔

قبل اسکے کہ مناظرہ شروع ہو۔ آپنے پنڈتون سے اس انداز اور ایسے عام فہم طریقہ سے گفتگو فرمائی کہ باتون ہی باتون مین اُنکو الزام دیدیا اور وہ ساکت اور حیرت زدہ رہ گئے۔ آپنے پنڈتون سے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ گھر کے کوڑے کرکٹ کو کیا کرتے ہین۔ اُنھون نے جواب دیا کہ گھر سے باہر کرکے جلادیتے ہین اور آپلوگ اپنے زر و جواہر کو کیا کرتے ہین۔ پنڈتون نے کہا کہ حفاظت سے گھرون مین رکھتے ہین۔ فرمایا بس یہی تو ایک رمز ہے جو آپ ہی کی زبان سے ظاہر ہوگیا کہ آپ اپنے مردون کو کوڑے کرکٹ کی طرح جلادیتے ہین۔ اور ہم اپنے مُردون کو زر و جواہر کی طرح دفن کرتے ہین۔ یہ سُن کر وہ سناٹے مین آگئے۔ اور ہیبت زدہ ہوگئے

فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ہم تمہارے وید مل سے یہ ثابت کر دیں کہ دین اسلام سب ادیان سے بہتر ہے ۔ تب تو تم تسلیم کر و گے ؟ اسکے بعد آپ نے زبان معجز بیان سے ایک تقریر شروع فرمائی ۔ جس نے اسلام کا سب ادیان سے بہتر اور افضل ہونا آفتاب کی طرح روشن کر دیا ۔ اور وید مل سے وہ وہ دلائل حقانیتِ اسلام کے بیان فرمائے کہ سب پنڈت اور خود پنڈت ہر کمار لائے صاحب سنکر دنگ ہو گئے ۔ اور آپ کی وسعتِ معلومات اور تیزیٔ طبع اور حاضر جوابی سے سب کے سب آپ کے فضل و کمال کے قائل ہوئے ۔ اور منصف صاحب نے پنڈتوں سے اصرار کیا کہ آپکی تقریر کا جواب دیں ۔ لیکن کوئی جواب وہ لوگ نہ دے سکے ۔ اور آپ کے ادلّہ کا صحیح اور لاجواب ہونا نصف النہار کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا ۔ اور مجلس مناظرہ اسپر ختم ہو گئی ۔ منصف صاحب حضرت شیخ العارفین قدس سرہ العزیز کے اُس وقت سے گرویدہ اور معتقد ہو گئے اور اکثر خدمت مبارک میں حاضر ہوا کرتے ؎

عجب است آنکہ ترا دید و حدیثِ تو شنید ٭ کہ ہمہ عمر نہ مشتاق لقائے تو بود

آپ کی تصنیف

حضرت شیخ العارفین قدس سرہ العزیز نے ایک کتاب مسمّٰی بہ شرح الصدور شریف فارسی زبان میں تصنیف فرمائی ہے جو عرصہ ہوا شائع ہو چکی ہے ۔ جسمیں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے عظام رضوان اللہ علیہم کی عظمت و جلالت کا اظہار اور معجزہ و کرامت کا اثبات اور اہل سنت و الجماعت

کے اِس مسلمہ عقیدے کا مدلّل بیان ہے کہ حضراتِ انبیاء، اولیاء مخلوق کے لیے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اور امورِ دینی و دنیوی میں اُن کا توسّل باعث فلاح و نجات ہے۔

شرح الصدور میں ان مسائل کو نہایت زور و قوت کے ساتھ کتاب سُنت اور اجماع امت کے موافق اس دلنشین طریقہ سے بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کے دلمیں ان مسائل کے متعلق تقویۃ الایمان کو پڑھکر شک اور وسوسہ پیدا ہو تو وہ بفضلہ دور ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کو تصنیف فرمانے کا سبب حضرت شیخ العارفین نے ارقام فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ہر چند کہ کاتبِ حروف استعداد تالیف و تصنیف ندارد و رغبتِ معارضہ و مناظرہ در خود نمی بیند۔ لیکن از انجا کہ سکوت چنیں مواد موجبِ شیوع زندقہ و الحاد است و باعثِ نزولِ غضب ربُّ العباد۔ سطرے چند در ابطال مفتریات واہیہ اش باثباتِ معجزہ و کرامت کہ اساسِ اسلام است بنہجیکہ اہل سنت و جماعۃ بآں رفتہ اند بہ کتاب و سنۃ و اجماع امۃ مستند نمودہ املا میکند۔

کرامات و تصرفات	اسرارِ الٰہی کو نہایت مخفی اور پوشیدہ رکھنا یہ تمام عمر آپکا شعار رہا

آپ کے کرامات و تصرفات بہت ہیں جو منجانب اللہ ظاہر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ رسالہ چونکہ مختصر ہے لہذا صرف بعض واقعات لکھے جاتے ہیں۔

سبھی اٹھائے سیرِ حق تنہا شعار	شمع روشن تھی اگ تر داماں
خرقِ عادات کی ہو کیا تفصیل	میری کلک و زباں میں تاب کہاں
اُن کا دم کردہ آب، آبِ حیات	تھی زباں مُنہ میں چشمۂ حیواں

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ حسب دستور ایک شب دولت سرائے میں آرام فرماتے تھے کہ موضع کے بعض لوگوں نے دیکھا کہ آپ کے گھر سے لیکر آسمان تک روشنی کا ایک ستون قائم ہے۔ اور زمین سے آسمان تک ایک تیز روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ یہ دیکھکر لوگ سمجھے کہ مکان میں آگ لگ گئی۔ گھبرائے ہوئے اور شور کرتے ہوئے آپ کے مکان کی طرف دوڑے۔ یہاں آکر دیکھتے ہیں تو وہ روشنی نہیں ہے۔ لوگوں کے یہاں تک آتے آتے وہ روشنی نظر سے غائب ہو گئی۔ آپ نے اُن لوگوں کا اطمینان کر دیا کہ فضل خدا سے ہر طرح کی خیریت ہے۔ آگ نہیں لگی۔ سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔

بھجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان نور کا ایک بہت بڑا ستون قائم ہے۔ نور کی طنابیں جن میں کوئی چھوٹی ہے اور کوئی بڑی۔ ہر طرف سے آ آکر اس عظیم الشان ستون میں ملگئی ہیں۔ اور بعض ابھی نہیں ملی ہیں۔ کچھ فاصلہ ہے۔ ان بزرگ کو معلوم ہوا

کہ نور کا یہ ستون حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا نور ہے اور نور کی طنابیں مقبولین بارگاہ اور اولیاء اللہ کا نور ہے +

حضرت شیخ العارفین رح کے ایک مرید جناب عبد العلی صاحب نے آپ کی یہ کرامت بیان کی کہ ایک رات میرے دلمیں حضرت سیدنا قدس سرہ کی زیارت کا شوق غالب ہوا۔ اور گھر سے یہ قصد کرکے نکلا کہ اس وقت خدمت بابرکت میں حاضری دیکر شرف و سعادت حاصل کروں۔ لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کہاں تشریف فرما ہیں۔ گھر سے نکلنے کے بعد جانب دکن ایک قبۂ نور نظر آیا۔ جسے دیکھکر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ اسی طرف تشریف فرما ہیں۔ اور اُسی جانب روانہ ہوا۔ چلتے چلتے جب قریب پہنچا تو سماع کی آواز سُنی۔ وہاں حلقہ ہو رہا تھا اور حضرت سیدنا قدس سرہ رونق افروز تھے۔ جب حضوری میں حاضر ہو گیا تو دیکھا کہ زمین سے آسمان تک روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور آپ نور کی محراب کے نیچے جلوہ فرما ہیں ؎

تہ محراب نوری چشم بد دور + عیاں شد معنیٔ نورٌ علی نور

جناب منشی لطف اللہ صاحب ساکن باہولی علاقہ تھانہ پٹیہ نے بھی ایسی ایک روایت بیان کی ہے کہ زمین سے لیکر آسمان تک قُبۂ نور دیکھا۔ اور اسی نشان پر وہ اُس مکان تک پہنچگئے جہاں حضرت شیخ العارفین قدس سرہٗ تشریف فرما تھے۔ اور دیکھا کہ آپ نور کی ایک محراب کے نیچے رونق افروز ہیں ؎

مقامِ خواجہ برتر از گمان است بر عقل از حدِ تقریر و بیان است

موضع مرزا کھیل شریف میں ایک صاحب بشیر اللہ نامی رہتے تھے وہ سخت ہیضہ میں مبتلا ہوئے۔ موت کی علامات ظاہر ہو کر دم بند ہو گیا۔ لوگوں کو یقین ہوا کہ مر گئے۔ لیکن دفعتہً اُن میں زندگی کے آثار پیدا ہوئے۔ اور اُنکو صحت ہو گئی۔ اُنہوں نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ نزع کی سی کیفیت جو مجھپر طاری ہوئی تھی۔ اُسوقت تین آدمی ظاہر ہوئے۔ اور ایک پروانہ دکھا کر مجھ سے کہا کہ چلو! تمہارے پیدا کرنے والے نے تم کو بُلایا ہے۔ یہ کہکر دو آدمیوں نے بازو پکڑ لیئے اور کشاں کشاں مجھے لیکر چلے۔ جاتے جاتے ایک درخت کے نیچے پہنچے۔ اور اُسکے نیچے ٹھیر گئے۔ مجکو بٹھا دیا۔ اُس وقت میں نے حضرت سیدنا قبلۂ عالم قدس سرۂ کو دیکھا کہ تشریف فرما ہیں۔ اور مجھ سے دریافت فرماتے ہیں۔ بشیر اللہ! تم کہاں جاتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! اِن لوگوں نے ایک پروانہ دکھا کر مجھے گرفتار کر لیا ہے۔ آپنے فرمایا وہ پروانہ کہاں ہے؟ دکھاؤ۔ اور پروانہ دیکھکر اُن لوگوں سے فرمایا۔ یہ وہ بشیر اللہ نہیں ہیں وہ بشیر اللہ موضع شکھری میں رہتے ہیں۔ تم لوگ وہاں جاؤ۔ اور انکو چھوڑ دو۔ آپکے اس حکم سے اُن لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور چلے گئے۔ حضرت سیدنا قدس سرۂ نے پھر مجھ سے فرمایا۔ بشیر اللہ تم اپنے گھر جاؤ۔ عرض کیا۔ کس طرح جا سکتا ہوں۔ آپنے دو پھول مجھے عنایت فرمائے اُن کے

وسیلے سے میں اپنے گھر پہنچا۔ اور بستر پر اپنے کو زندہ پایا۔ اسکے بعد معلوم ہوا کہ ٹھیک اِسی تاریخ، اسی وقت بشیر اللہ ساکن شکھری کا انتقال ہو گیا میں اُسوقت تک حضرت قدس سرہٗ کی غلامی میں داخل نہ تھا۔ جب یہ معاملہ مجھپر گذرا۔ اور خدا کے فضل سے آپ کی عظمت و جلالت مجھپر ظاہر ہو گئی تو حاضر خدمت ہو کر غلامی میں داخل ہوا +

جناب بشیر اللہ صاحب اس واقعہ کے بعد عرصہ تک زندہ رہے جب اُنکو مرض الموت پیش آیا تو اُسوقت جناب عبد الجلیل صاحب اور جناب خادم علی صاحب کو ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ کی بارگاہ سے یہ ایما ہوا کہ بشیر اللہ صاحب کی عیادت کیواسطے جائیں۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب گئے۔ اُس وقت بشیر اللہ صاحب نے اپنا یہ واقعہ اُنپر ظاہر کیا +

آپ کی اولاد

حضرت سیدنا قبلہ عالم کو دین داری کا اسقدر پاس و لحاظ تھا کہ چاروں صاحبزادوں کو آپنے جو تعلیم دلائی وہ دینی تعلیم تھی۔ آپ کے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ بڑے جناب مولوی عبد الرحمن صاحب قبلہ دوسرے جناب مولوی عبد السبحان صاحب قبلہ تیسرے جناب مولوی عبد القیوم صاحب قبلہ۔ چوتھے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ دین و ایمان سیدنا و مولٰنا شاہ سید محمد عبد الحی

مدظلہ العالی۔ روحی فداہ

بڑی صاحبزادی الفت النساء صاحبہ، منجھلی صاحبزادی بدرالنساء صاحبہ
چھوٹی صاحبزادی نجم النساء صاحبہ دام برکاتہن ÷

آپ کے بڑے اور منجھلے صاحبزادوں کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا رحمۃ اللہ علیہما ÷

آپ کے حلقۂ غلامی میں ہزارہا بندگانِ خدا داخل ہوئے۔ ان میں سے دو بزرگوں کو آپ کی بارگاہ سے خلافت عطا ہوئی۔ ایک بزرگ جناب حافظ عبدالقادر صاحب ساکن لکھی پور ضلع نواکھالی ہیں۔ دوسرے بزرگ جنابِ شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کابل کے رہنے والے تھے۔ جن سے افغانستان میں سلسلۂ عالیہ جہانگیری کا شیوع ہوا۔ اور بندگانِ خدا کو ہدایت اور فیضان پہنچا ÷

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ العزیز کے خلیفۂ اعظم آپکے فرزند اور محبوب و مراد غوث جہانگیر ہمارے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی روحی فداہ ہیں ÷

(مراد اور مرید میں فرق یہ ہے کہ مراد مطلوب اور مرید طالب ہوتے ہیں۔ مراد شیخ سے باطنی طور پر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور مرید کی تعلیم ظاہر طور پہ ہوتی ہے۔ دونوں کے لیئے مجاہدہ اور ریاضت و مشغولی ضروری ہے۔ وصول الی اللہ اور دولتِ سرمدی بغیر مجاہدہ کے حاصل

نہیں ہوتی ہے

تحصیل عشق و رندی آساں نمود اول ٭ جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل

جن لوگوں کو محبت سے ذوق نہیں دنیا میں وہ ایک بیکار ہستی ہیں ع

تو خود چہ آدمی کز عشق بے خبری

مردانِ خدا محبت میں مر کر بھی محبت کو نہیں چھوڑتے ہے

محبت کے رود گر استخوانم توتیا گردد ٭ کہ از سایہ این صندل کجا نقصان شود دردِ

رفتم اندر تہِ خاک اُنس بتانم باقی است

عشق جانم بربود آفتِ جانم باقی است)

وفات شریف | اپنے آخر زمانے میں حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ نے اپنی بڑی صاحبزادی سے فرمایا۔ ہمارے پیرِ مرشد نے ایک دفعہ یہ فرمایا تھا کہ آپ ہر مرض کی دوا ہو جائیں گے۔ اور جبتک ایسا نہ ہو جائے آپ کا دنیا سے انتقال نہ ہوگا۔ حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ نے فرمایا کہ جو کچھ ہمارے حضرت نے فرما دیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے بیماروں کو ہماری دعا سے اچھا کر دیا ہے۔ بس اب دنیا سے ہماری رحلت کا وقت قریب ہے۔

آپ کے آخر زمانے میں یہ حالت تھی کہ ہر قسم کے لا علاج اور مایوس مریض خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور آپ کے دستِ اعجاز اور لعابِ بخش کے

فیض سے شفا پاتے۔ کوئی مرض باقی نہ رہا۔ جسکے مریض کو اللہ جل شانہ نے آپ کی دعا سے شفا عنایت نہ کی ہو ۔

جنبشِ لب میں آپ کی یہ اثر ۔ جی اُٹھے ہیں تعیم مرمرکر

حضرت سیدنا شیخ العارفین حق العباد اور معاملات الیمن دین میں ہمیشہ پاک و صاف رہتے تھے ۔ اور فرماتے تھے کہ حیات دنیا کا کیا اعتبار کہ یہ ناپائدار اور فانی ہے ۔

ایک دفعہ آپ کے ایک مرید جناب انصر علی صاحب ساکن موضع سوچیانے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ لوگ کہتے ہیں جمعہ اور جمعرات کو وفات پانے میں بڑی فضیلت ہے۔ اِس بارے میں حضور کا کیا ارشاد ہے آپنے فرمایا حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دوشنبہ کے دن ہے۔ اور وفات شریف بھی دوشنبہ کے دن ہوئی ہے۔ یہ بس ہے۔ میاں اِسی کو گاتے رہنا فضیلت لیکر کیا کروگے ۔

آپ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے۔ شاید ہمارا انتقال دوشنبہ کے دن ہوگا ۔

مجالس ستین شریف میں لکھا ہے۔ حضرت غوث الثقلین فرماتے ہیں۔ بعض اولیاء اللہ جو بہت نادر الوجود ہیں۔ اُنکو موت کی اطلاع آثارِ موت سے قبل دیجاتی ہے۔ یہ اطلاع عام طور پر اولیاء اللہ کو نہیں

دی جاتی ÷

حضرت سیدنا شیخ العارفین کو ایک رات عالم غیب سے اپنی وفات کی خبر ملی صبحکو آپنے لوگوں سے فرمایا کہ میں بہت رویا ہوں۔ لیکن دنیا کے لئے نہیں بلکہ اس واسطے کہ میری ڈاڑھی میں ابھی کچھ بال سفید نہیں ہوئے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جسکی ڈاڑہی اسلام کے ساتھ سفید ہو جائے خدا اُسے عذاب کرنیسے شرماتا ہی ÷

پھر آپنے فرمایا۔ میری موت کی خبر دو دفعہ اور آئے گی اس کے بعد میرا انتقال ہو گا ÷

تہوڑے ہی عرصہ میں ریش مبارک کے تمام بال سفید ہو گئے آخر عمر میں آپ سر اقدس کے تمام بال حلق کرانے لگے۔ اس سے پہلے تمام سر پر بال رکہتے تھے۔ آخر عمر میں جبکہ جسمانی کمزوری۔ ناتوانی آپ میں زیادہ ہو گئی تو بعض اصحاب کے مشورے اور عرض سے کچھ دوا اُن کا استعمال فرمایا گیا۔ جنسے نفع کی بجائے اور نقصان ظاہر ہوا۔ حرارت بہت زیادہ ہو گئی۔ تمام جسم میں سوزش ہونے لگی۔ اور ذھر کے سے آثار ظاہر ہوتے۔ ٹھنڈا پانی سر اور جسم پر ڈالنے سے کچھ تسکین ہو جاتی تھی لیکن مرض قائم تہا۔ اور اُسکی شدت و تکلیف روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی ÷

آپ کی یہ حالت دیکھکر لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کے بعد ہماری سرپرستی اور حاجت روائی کیونکر ہوگی۔ اور حضور کا جانشین کون ہوگا آپ نے فرمایا۔ دیکھنا چاہیئے۔ ہمارے چھوٹے میاں کیا کرتے ہیں آپکا یہ اشارہ ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ کی جانب تھا کہ ہمارا کام وہ انجام دینگے +

ایک روز آپ ملکی لوگوں سے کلام فرمارہے تھے کہ ایک شخص جو مجذوب کے طور پر تھے۔ آئے۔ اور مجلس مبارک کے کنارے بیٹھ گئے اور کہا عرش اور کرسی سب جگہ اِنہیں کا شہرہ ہے۔ اور یہ یہاں پیخانہ کی باتیں کررہے ہیں۔ اب اُنکی عمر کے چھ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ ایک صاحب حسن علی نے سُنا اور حضرت سیدنا شیخ العارفین کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی ایک صاحب ایسا کہتے تھے۔ آپ یہ سُن کر چونک اُٹھے۔ اور لوگوں سے یہ فرمایا کہ جائیں اور اُن صاحب کو تلاش کرکے لے آئیں۔ لوگوں نے بہت تلاش وجستجو کی مگر کسی کو نظر نہ آئے تب آپنے فرمایا۔ میری موت کی یہ دوسری خبر ہے۔ دنیا پیخانہ کی مانند ہے اس سے صاف اشارہ یہ ہے کہ جس طرح جائے ضرور میں جاتے ہیں یہاں اس طرح رہنا۔ اور پاک وصاف یہاں سے جانا چاہیئے +

اب حضرت سیدنا شیخ العارفین نے آخر وقت کے انتظامات

شروع کردیئے۔ اور پانسو روپیہ حویلی میں امانت کے طور پر مصارف تجہیز و تکفین وغیرہ کے لئے رکھوا دیئے۔ جو لوگ حاضر دربار شریف ہوتے۔ آپ اُن سے فرماتے۔ یقین کر لو کہ اب میری موت کا وقت قریب ہے۔ مجھے تالاب کے مغربی شمالی کونے میں دفن کیا جائے تاکہ گھر والوں اور آیند و روند سب کی میں خبر گیری کروں *

اس عرصہ میں بیماری کی شدت اور تکلیف اور بھی زیادہ ہوگئی۔ اور سوزش کا پرانا مرض زیادہ تکلیف دہ اور اندیشناک ہو گیا۔ جس وقت مرض کی شدت ہوتی۔ اُسوقت آپ جسم مبارک پر ٹھنڈا پانی ڈلواتے جس سے مرض میں عارضی طور پر کمی ہو جاتی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ عارضی تسکین ہونی بھی موقوف ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سات تالاب کے پانی سے غسل کرایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا *

جب آپ کی عمر شریف ۷۳ سال کی ہوگئی اور وقت وفات شریف قریب آگیا تو آپ نے ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ مدظلہ العالی کا نام لیکر فرمایا کہ میرا سجادہ، صندوقچہ مع ملحقہ اور کتابیں اُن کو دینا ہم نے اُنکو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ اُن سے کہدینا کہ ہمارے مریدوں کی خبر گیری کریں۔ زمینداری کا انتظام آپ نے جناب مولوی عبدالقیوم صاحب کو سپرد کیا۔ اور فرمایا کہ زمینداری کی آمدنی ورثا میں تقسیم ہوا کرے۔

ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ دین و ایمان روحی فداہ اُسوقت مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور کے مدرس اعلیٰ تھے ۔حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ نے ایک گرامی نامہ بدیںمضمون غازی پور تحریر فرمایا۔ ہماری وفات کا وقت قریب ہے ۔ضروری سمجھکر تین وصیتیں لکھتا ہوں۔اگر توفیق ہو تو اُنپر عمل کرنا ؛

جمعہ کے روز نماز جمعہ حضرت سیدنا شیخ العارفین نے حسب معمول پڑھائی ۔اسکے بعد سے کمزوری اور ناتوانی جسم میں زیادہ ہوتی گئی ۔یہاں تک کہ آپ صاحب فراش ہو گئے ۔اور بعض اوقات غائب رہنے لگے ہوش میں آکر آپنے فرمایا آخرت کا حساب میرے لیئے یہاں ختم ہو گیا بیہوشی میں جو نماز قضا ہو گئی تھی اُسکا فدیہ ادا کیا ؛

آپ کی ایسی نازک حالت کی وجہ سے لوگ جوق جوق آنے لگے تاکہ آپ کی آخری زیارت سے مشرف ہوں ۔یکشنبہ کو آپنے فرمایا ۔کل دوشنبہ کا دن ہے ۔مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ میرا انتقال بھی دوشنبہ کے دن ہوگا ۔آج ہی لوگوں کو اطلاع کرائی جائے تاکہ اگر مجھ سے ملنا چاہیں ۔دونوں لڑکے پردیس میں ہیں ۔اس لیئے میرے جنازے کی نماز مولوی ابوالخیر صاحب جو میرے استاد زادہ بھی ہیں اور میرے خاندانی ہیں پڑھائیں ۔پھر آپنے پلنگ جسپر آرام فرمایا کرتے تھے اُسکو جنازے کیلئے دھلوایا اور بحفاظت رکھوادیا۔

اِسکے بعد آپ باہر کے دیوانخانے میں خود قدم قدم تشریف لائے اور سرہانہ شمال کیطرف کرکے لیٹ رہے۔ اتوار کی شام کو فرمایا۔ آج تمام رات کوئی مجھے نہ پکارے۔ اور نہ مجھ سے کسی قسم کا کلام کرے جب سمجھو کہ میرا آخری وقت ہے۔ اُسوقت میرے روبرو کلمہ شہادت پڑھنا۔ بیماری کی شدت اور جسم کی سوزش سے آپ تمام رات کروٹیں بدلتے رہے۔ کسی پہلو قرار نہ تھا۔ فجر کا وقت ہوا۔ اُس وقت فرمایا سب لوگ صبح کی نماز پڑہیں۔ خود وضو فرمایا۔ اور حسب معمول نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑہی۔ تہوڑی دیر کے بعد فرمایا۔ کیا سورج طلوع ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ تہوڑی دیر ہوئی طلوع ہوگیا۔ یہ سُن کر آپنے انگشت شہادت اُٹھاکے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ دونوں لب مبارک ہلتے اور جنبش کرتے دیکھے گئے۔ اور اِس حالت میں بیک چشم زدن آپ جاں بحق اور واصل باللہ ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

ماہ ذیقعدہ دوشنبہ صبحگہ ثانی عشر — رفت مہ در حجلہ وحدت بلیہا آہ ماند
سال غمگیں گفت ختر چوں تعین اگر نما — پاسوی باللہ تحت نفی زود اللہ ماند

زمین سے لیکر آسمان تک ایک شور آہ و بکا اُٹھا۔ دلوں سے آہیں اور آنکھوں سے اشک خونیں نکلے ۔

یہ دوشنبہ کا دن، صبح کا وقت اور ذی القعدہ ۱۳۰۲ہجری کی

بارہویں تاریخ تھی۔ مطابق ۲۴ اگست سنہ ۱۸۸۵ء و ۹ بھادوں سنہ ۱۲۹۲ بنگلہ بھادوں تھی ٭

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف بھی قمری مہینے کی بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن ہوئی۔ اور حضرت سیدنا شیخ العارفین رضی اللہ عنہ کی وفات شریف بھی قمری مہینے کی بارہویں تاریخ دوشنبہ کے دن ہوئی آپ کے وصال کی خبر سنکر خلق کا ایک ازدحام ہوگیا۔ اور لوگوں کے مشورہ سے ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ روحی فداہ کو غازی پور۔ اور جناب منجھلے صاحبزادہ صاحب کو رنگ پور۔ بذریعہ تار خبر بھیجی گئی ٭

حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ کی وصیت کے موافق آپ کی قبر مبارک کھدوائی گئی۔ اور جو جو کام کہ آپنے فرمائے تھے کیئے گئے۔ جنازہ مبارک بعد تجہیز و تکفین صحن میں لاکر رکھا گیا۔ حسب وصیت نماز جنازہ مولوی ابوالخیر صاحب نے ایک عظیم الشان جماعت کے ساتھ پڑہائی۔ اور آپ حجلۂ نازمیں آسودہ ہوئے ٭

عجب گنج حقیقت شد نہاں زیر زمیں اینجا — کہ آید سر بسجدہ با ادب روح الامیں اینجا
ملائک ایستادہ مروحہ جنباں سرِ بالیں — کہ محوِ خوابِ ناز است آں نگارِ نازنیں اینجا

ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی اور جناب مولوی عبدالقیوم صاحب قبلہ خبر وفات شریف پاکر بہت روئے۔ اور مکان آکر ایصال ثواب اور فاتحہ میں شریک ہوئے۔ اور غمزدوں اور دل شکستوں کو تسلی دی ٭

حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ نے ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی۔ اور جناب مولوی عبد القیوم صاحب قبلہ کے متعلق جو وصیت فرمائی تھی۔ اسکی تعمیل کی گئی ۔

آپکے وصال کے بعد لاکھوں آدمی ہندوستان اور مختلف ملکوں کے ہمارے حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ مدظلہ العالی کی غلامی میں داخل ہوئے۔ آستانہ پاک آج تمام عالم میں قبلہ حاجات اور مرجع خاص وعام ہے ؎

اگر کعبہ ندیدستی بخاکِ ہند میں اینجا
بمنزل اہل بیا لبیک گویاں بالیقین کو کب

حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ کے عرس شریف کے چار روز ہیں۔ ماہ ذی القعدہ کی ۱۱- تاریخ سے لیکر ۱۴- تاریخ تک۔ بارھویں تاریخ خاص فاتحہ کی تاریخ ہے ۔

وفات شریف کے بعد حاضر | حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ کی وفات شریف کے بعد ایک صاحب مسمی رمضان علی صاحب نے اپنے انتقال کے وقت یہ حکایت بیان کی کہ آپکے وصال کے بعد جب میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تو ایک روز حرم شریف جا رہا تھا کہ دفعتہ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ دروازۂ حرم محترم پر کھڑے ہوئے ہیں۔ نہایت ہی حیرت اور ہیبت طاری ہوئی کہ آپنے تو وفات فرمائی۔ اور میں یہ اب کیا دیکھ رہا ہوں۔ حیرت اور ہیبت سے میری زبان نہ کھلی۔ آپنے مجھے دیکھا۔ اور یہ ارشاد فرمایا۔ تم نے ہمیں یہاں اسطرح دیکھ لیا ہے۔ بس اسکا ذکر کسی سے بھی نہ کرنا۔ ورنہ یاد رکھنا کہ اگر ذکر کیا تو زندہ نہ رہوگے ۔

خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کی اس زیارت کے بعد میرے دل پر کیا گزری میں نے آجتک اس کا اظہار کسی پر نہیں کیا۔ اب کہ میرا آخری وقت ہے ظاہر کرتا ہوں تاکہ لوگ آپ کی بزرگی اور آپ کے مرتبہ کو پہچانیں اور سمجھیں کہ آپ **قطبِ عالم** تھے، ہم لوگوں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے۔

مقامِ خواجہ برتر از گمان است　　　　برون از حدِ تقریر و بیان است

مولوی منیر الدین صاحب ساکن ساتبارہ کو حضرت سیدنا شیخ العارفین سے تلمذ تھا۔ مگر مسئلہ سماع میں اختلاف رکھتے تھے وفات شریف کے بعد انہوں نے خواب دیکھا کہ لوگوں میں یہ شہرہ اور غلغلہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم تشریف لا رہے ہیں، یہ سنکر میں بھی اس موقعہ پر حاضر ہوا اور دیکھا کہ وہ **محبوب خدا** جو تشریف لا رہے ہیں حضرت شیخ العارفینؒ ہیں، مولوی صاحب نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور افسوس ظاہر کیا کہ میں نے آپ کو حالتِ حیات میں نہ پہچانا۔ اس خواب کے بعد گویا وہ آپ کی عظمت و بزرگی کے پورے معتقد ہوگئے۔

منشی اکبر علی صاحب ساکن ساتبارہ کہ جو ایک دیندار اور پرہیزگار بزرگ تھے انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ آگے آگے تشریف لیجا رہے ہیں اور ان کے پیچھے قدم بقدم ایک دوسرے بزرگ ہیں ان دونوں بزرگوں نے با خود ہا ٹوپی کا تبادلہ کیا۔ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون بزرگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ آگے آگے تو حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت سیدنا شیخ العارفین شاہ جہانگیر قدس سرہٗ ہیں۔

اور دیگر دیندار نیک لوگوں نے حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ

وسلم کی صورت میں بہ عالم رویا دیکھا ہے

گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم ❁ کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم
مرمرا زاں نور بیند جان شاں ❁ کہ من ایشاں را ہمی بینم بداں

(مولانا روم رح)

یہ خواب ہمارے پیر و مرشد حضرت قبلہ وکعبہ روحی فداہ مدظلہ العالی کے حضور میں عرض کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مبارک خواب دیکھے ہیں اس میں تم لوگوں کے واسطے خیر وفلاح ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیز پیر و مرشد کو خواب میں دیکھنا غلط نہیں ہوتا شیطان کی مجال نہیں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یا شیخ کی صورت میں متشکل ہو۔

حضرت سیدنا شیخ العارفین رح کے منجھلے صاحبزادے جناب مولوی عبد القیوم صاحب قبلہ رنگپور میں مدرس تھے۔ ایک بار اُن کو باریک دھوتی پہنے ہوئے دیکھکر حضرت شیخ العارفین رح نے گھر میں جاکر یہ فرمایا اُن سے کہدینا کہ ہمارے حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں، اور وہاں کی خاک آستانہ چاٹ کر اور آدمیت سیکھکر آئیں۔ چونکہ انہوں نے اس فرمان کی تعمیل نہیں کی اسلئے اس بارے میں پھر آپ نے اُن سے کبھی کچھ نہ فرمایا۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے دو کامل اور مکمل بزرگوں کا زمانہ پایا۔ لیکن پھر بھی غفلت کی وجہ سے محروم رہے۔ کسی اور بزرگ یا درویش کیطرف بھی اُن کی طبیعت مائل نہ ہوئی۔ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو دیکھا

کہ ارادت وبیعت کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ پس ہمارے حضرت پیر و مرشد قبلہ و کعبہ روحی فداہ کو بلا کر باصرار خواہش کی کہ مجھے مرید و تلقین کر دیجیے۔ آپ نے بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ادباً تأمل فرمایا۔ آخر آپنے بیحد اصرار پر اپنے والد ماجد قدس سرہ العزیز کی طرف سے مرید فرمالیا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ والد ماجد قدس سرہ العزیز کو آپ اپنا مرشد تصور کیجیے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ کو والد ماجد قدس سرہ کے احاطۂ مزار پاک میں جگہ دیجائے گی چنانچہ بعد انتقال باعیں شریف میں آپنے جگہ پائی +

اِس موقع پر ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ نے سب لوگوں کے روبرو ایک **اعلان** فرمایا۔ اور یہ ارشاد فرمایا:۔

اِس احاطہ کے اندر صرف وہ لوگ دفن ہوں گے جو اِس آستانہ پاک کے مرید ہیں۔ جو شخص کہ اِس آستانۂ پاک کا مرید نہ ہو۔ خواہ وہ بادشاہِ وقت ہی ہو۔ اُسے یہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کسی غیر مرید کو یہاں دفن کیا گیا تو اُسے کچھ فائدہ نہو گا۔ اور جس طرح گنہگار کی لاش حرمین شریفین سے علیحدہ کر دی جاتی ہے۔ اِسی طرح خدا کے حکم سے اُسکی لاش بھی یہاں سے علیحدہ کی جائے گی +

حضرت سیدنا شیخ العارفینؒ کے وصال کے گیارہ سال کے بعد آپ کی اہلیہ یعنی ہماری دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے رحلت فرمائی۔ آپ بہت کاملہ

اور صاحب معرفت تھیں۔ مزار شریف کے احاطہ میں حضرت سیدنا شیخ العارفین قدس سرہ العزیز کی پائنتی آپ مدفون ہیں +

خاتمہ | الحمد للہ والمنۃ۔ صحیفہ منیفہ مشتمل بر حالاتِ شریفہ و کلماتِ ترغیبیہ حضرت محبوبیت پائیگاہ شیخ العارفین سیدنا و مولٰنا سید شاہ مخلص الرحمٰن قدس سرہ العزیز کہ جن حالاتِ قدسی آیات و کلماتِ طیبات کی لطافت معانی و ضیائے نورانی۔ اربابِ حقیقت و رہروانِ طریقت کے لیے اسوۂ حسنہ اور آئینۂ حق نما ہے زیور طبع سے آراستہ ہُوا ہے

آب دریا را اگر نتواں کشید + ہم بقدرِ تشنگی باید چشید

اِس خدمتِ طبع کی بجا آوری میں ناچیز سے اگر کوئی غلطی اور کوئی فروگزاشت ہوگئی ہو تو پروردگار عالم اپنی رحمت سے معاف فرمائے آمین +

خادم بارگاہ
سکندر شاہ

اشعار مدحیہ

(فارسی)

از جناب مولوی شیخ غلام مظہر صاحب بی اے ایل ایل بی۔ رئیس بنارس

تماشاہ جہانگیری و شیخ العارفین خوانم — شہِ کونین و ظل رحمۃ للعالمین خوانم

ز ذاتِ بحت خود تنزیل کردی سوے انعام — بزمِ قدسیاں گر ماہی روح الامین خوانم

جہانگیر دو عالم را خطاب حق ہمی زیبد — کلام روح پرور را بیاناتِ مبیں خوانم

بصحبت ہر کہ شد فائز زعرفاں بہرہ گیرد — وجودت را قدم خوانم وذاتت را یکیں خوانم

سزد گر سجدہ آرند انس و جن و قدسیاں — خلاصہ رحمتی ارشاد تو حبل المتین خوانم

مبارک باد از حق رتبہ کاں مر ترا شاید — کیم من تا ز فہم ناقص خود آں درایں خوانم

غلامِ درگہت سرمست حیراں اندادوند — کہ حق را ہیچ تیغ ایں سخن را بالیقیں خوانم

از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی

اے شہنشاہِ جہانگیر انتخاب اولیں — ہست در غیبت خطاب پاک شیخ العارفین

اللہ اللہ از سزاے ایں لقب یابی تو — صد ہزاراں جاں فدائے حضرت جان آفریں

هر فضیلت لائق و شایانِ شانِ پاک تست
زانکه هستی مخلص و محبوبِ ربُّ العالمین

از جهانگیری گرفتی قاف تا قافِ زمان
مملکتِ دنیا و عقبےٰ کردهٔ زیرِ نگین

هر کرا تعلیم و فیضِ صحبتت گردد نصیب
هست با صاحب مقام و اهلِ عرفان با یقین

هر کرا نسبت با غلامانِ غلامانِ تو داشت
گشت باللّٰه العظیم از کاملین و واصلین

کیست حاشا دیگرے معروفِ آفات و زماں
نیست پیدا دلبرے همچو صفاتت بر زمین

از تو زنده شد بدنیا سنّتِ خیر الورےٰ
هست قائم از تو در عالم بنائے امرِ دین

از غلامانِ درت باشد یکے روح القدس
سجده‌ها بر سجده‌ها ریزد همی ساجد جبین

من چساں بینم سراپائے ترا اے نورِ نور
پاکتر هستی ز ترکیبِ خلاب ماء و طین

کیست در عالم که شد شاه جهانگیرش لقب
هست و تعجیب از خطاباتِ که شیخ العارفین

شیخ را باشد نصیب و حدتِ مخفےٰ ز قدس
شیخ را فیضے رسد از قربِ ربُّ العالمین

شیخ باشد نائبِ دربارِ پاکِ کبریا
شیخ باشد ناظمِ سرکارِ ختم المرسلین

شیخ دارد اختیارِ نظم و نسخِ کائنات
شیخ باشد چاره کارِ عزل و نصبِ عالمین

این همه قدرت که داده قادرِ جلّ و علا
اینهمه قوت که بخشد مالکِ عرشِ برین

نه همه عالم کسے را قدرت بالذات نیست
شاءُ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ

دستگیرا من ترا بینم ترا دانم بحق
هم باین عالم کفیل و هم بآن عالم ضمین

اشعارِ مدحیہ

(اردو)

از حکیم سکندر شاہ اعظم گڈھی ثم البنارسی

ثنا و مدحتِ آلِ نبی کیا منہ ہے احقر کا
وہ قطبِ وقت ہے غوثِ زماں محبوبِ داور کا

لقب شاہِ جہانگیر اور شیخ العارفین پایا
ترا رتبہ ہے یا مولیٰ مقام اللہ اکبر کا

ترے زیرِ نگیں ہیں انس و جن قدسیاں سارے
ترا فیضانِ عالم پر تو مالک بحر کا بر کا

ہے نسبت ذاتِ پاک مصطفےٰ سے خاص مولیٰ کی
شریعت میں طریقت میں وہی پیرو پیمبر کا

باخلاقِ الٰہی متصف ذاتِ مقدس ہے
سراپا ہے محمد کا عجب نقشہ ہے دلبر کا

ترے طالب ہو تجھے مطلوبِ حق مخدومِ عالم
یہ شانِ پاک ہے تیری مقام اللہ اکبر کا

خداوندا طفیل حضرت پیرانِ الاشاں
عطا کر عشق مرشد کا عطا کر عشق رہبر کا

از جناب مولوی شیخ غلام مظہر صاحب تمیز بنارسی

بھٹکا پھرا جہاں میں نہ مامن ملا مجھے
مدت کے بعد پیر کا دامن ملا ہے مجھے

اُس ذاتِ حق پاک کے قربان جائیے
جس کے کرم سے دیدۂ روشن ملا مجھے

آنکھوں سے گھر نہاں تھا کہیں کا کہاں خیال
نورِ قدم کی دید کا روزن ملا مجھے

درگاہِ منعمی کے غلاموں میں جا ملی
افضالِ بوالعلاؒ سے نشیمن ملا مجھے

فیضانِ لطف شاہِ جہانگیرؒ کیا کہوں
صدقے میں اُنکے جادۂ ایمن ملا مجھے

آنکھوں سے چلکے چوم درِ شیخ العارفین
جس در پہ حق سے نور کا خرمن ملا مجھے

مُدت سے تھا غلام اسیرِ ہوائے نفس
توبہ ملی تو رتبۂ احسن ملا مجھے

ازجناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی

شیخ نے شاہ جہانگیر آپکو بخشا لقب
اور شیخ العارفین کا غیب سے پایا لقب

آپ ہیں عالی نسب والا حسب اعلیٰ لقب
دلبرِ شاہ عرب محبوبِ ربِّ ہے یہ لقب

ذاتِ اقدس مجمع البحرین ہی لاریب فیہ
کیوں نہ ملتا آپ کو سرکار سے دوہرا لقب

آپکی شانِ جہانگیری ہی عالم آشکار
اللہ اللہ ہو شرف بخش و شرف افزا لقب

آپ کی سرکارِ فیض آثار کے خدام نے
شیخ الاسلام و حبیب اللہ کا پایا لقب

ہی کلیم اللہ کوئی کوئی روح اللہ ہے
ہی خلیل اللہ کسی کیواسطے پیارا لقب

آپ میں تقدیس کی تنزیہ کی سب شان ہے
فی الحقیقت ذاتِ اقدس کا ہی اک پیارا لقب

عارف باللہ حق آگاہ جانے آپ کو
آپکے رتبہ کو کیا سمجھے کوئی ادنیٰ لقب

مرحبا صد مرحبا۔ صلِ علی صلِ علی
آپ ہیں زیبا لمقب آپکو زیبا لقب

حضرتِ شاہِ جہانگیر اور شیخ العارفین
اور دنیا میں کسیکا ہی کہیں ایسا لقب

صدقِ دل سے جو یہاں حاضر ہوا ناجی ہوا
مرے آگھل کا ہی رشکِ جنت الماویٰ لقب

صاحبِ عرفاں ہوا جسنے یہاں سجدہ کیا
وہ یہاں ہیں جنکو شیخ العارفین کا تھا لقب

آنکھ کھل جاے اگر دیکھو مزارِ پاک کو
قلب دُھل جاے اگر سن لو کہیں اُنکا لقب

میرے آقا کے قدموں کے سائے میں ہوں
خادمِ درگاہ ہوا ہیں عبد عاصی کا لقب

کوکبِ نافہم تجھ سے کیا بھلا تعریف ہو
ذرہ توصیف خورشیدِ جہاں آرا لقب

از جناب خواجہ عبد القدیر صاحب بنارسی

مقامِ خواجہ برتر از گمان است
ورائے حدِ تقریر و بیان است

آپ ہیں شاہ جہانگیر آپ شیخ العارفیں
آپ ہی کی شان ہی محبوب رب العالمیں

والیِ ملکِ ولایت بادشاہِ اہلِ دیں
آپ ہی کو دیکھکر کہتے ہیں یہ روح الامیں

آپ کو حق نے کیا ہی سرگروہِ عارفیں
آپ ہی کا دم بھرا کرتے ہیں سارے طالبیں

آپکی ذاتِ مقدس ہی مرادِ عاشقیں
آپ کی تعلیم سے ہوتے ہیں اکثر عارفیں

آپکے رشد و ہدایت سے ہوے اکثر ولی
آپکی صحبت سے کتنے ہو گئے ہیں کاملیں

آپ ہی کو غیب میں حق نے پکارا اس طرح
آپ ہیں شاہِ جہانگیر آپ شیخ العارفیں

مجلسِ خیر الوریٰ میں آپ کو قربت ملی
آپ ہیں محبوبِ محبوبِ الٰہی نگارِ نازنیں

ہے جنابِ مصطفےٰ سے خاص نسبت آپکی
آپ کو زیبا ہے کہنا رحمۃً للعالمیں

اللہ اللہ آپکو کیا مرتبہ حق نے دیا
خضر تک نے آپکے رتبہ کو پہچانا نہیں

آپکی شانِ جہانگیری نے وہ احساں کیا
جاتے جاتے رہگیا دنیا سے پھر اسلام و دیں

آپ ہی کی شان میں آیا ہے حی لا یموت
آپ اسم با مسمیٰ ہیں سراسر بالیقیں

آپ ہی کی ذات پر ہے آسماں کو افتخار
آپ ہی کی ذات پر یہ ناز کرتی ہے زمیں

آپ کی سرکار میں میری یہی ہے اب دعا
کیجئے مولیٰ مرے مقبول بہر یاسمیں

آپ ہی کا چہرۂ انور رہے پیشِ نظر
آپ ہی کا نام ہو لب پر بوقتِ واپسیں (آمین)

از جناب خواجہ محمد مغل صاحب بنارسی

اِدھر مقبول دربارِ جناب مصطفےٰ تم ہو
اُدھر محبوب درگاہِ معلائے خدا تم ہو

جگر بندِ علیؓ آلِ نبیؐ نسلِ علی تم ہو
پسندِ غوثؓ و منظورِ جنابِ بو العلاؒ تم ہو

مرے مولیٰ مرے آقا مرے حاجت روا تم ہو
مرے مالک مرے والی مرے مشکلکشا تم ہو

تمہارے مرتبہ کو کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو
غرض جو کچھ ہو میری فہمِ ناقص سے ورے تم ہو

لقب شاہِ جہانگیر اور شیخ العارفیں پایا
جہانگیرِ حقیقت عارفوں کے پیشوا تم ہو

تمہیں دیکھا کیے دیکھا کرینگے عمر بھر تم کو
ہماری ابتدا تم ہو ہماری انتہا تم ہو

ہمیں ہے ذات اقدس کا سہارا دین و دنیا میں
ہمارے پیر و مرشد ہو ہمارے پیشوا تم ہو

میاں مقبول کر دو عرض یہ دربارِ عالی میں
تمہاری بات اعلیٰ ہے مقرب بے رسا تم ہو

مغل دلخستہ رہتا ہے تمہیں کو یاد کرتا ہے
بلا لو اپنے قدموں میں کہ اُسکے ملتجا تم ہو

از جناب مولوی محمد مغل صاحب قابل بنارسی

آپ عالیشان و الامنقبت ہیں بالیقیں
آپ ہیں شاہِ جہانگیر آپ شیخ العارفیں

قطبِ عالم غوثِ اعظم پیشوائے کاملیں
آپ ہیں شاہ جہانگیر آپ شیخ العارفیں

نورِ ایماں قبلۂ جاں ہادیِ اسلام و دیں
ماحیِ کفر و ضلالت حامیِ شرعِ متیں

نام نامی آپکا ہے راحتِ جانِ حزیں
آپکی ذات مقدس ہے مرادِ طالبیں

آپ کو درگاہِ خالق سے ملے ہیں یہ خطاب
آپ ہیں شاہ جہانگیر آپ شیخ العارفیں

ہم سے ناقص فہم اور ادراک شان مرتفع
آپکے رتبہ کو جانیں اولیائے عارفیں

ایک عالم مستفیض فیض حضرت ہوگیا
شرق سے تا غرب پہنچا آپ کا فیض مبیں

آپکے فیضان صحبت سے ہزاروں ہوگئے
ہادیِ راہِ حقیقت عارفین و کاملیں

آستانِ پاک پر خادم کو بھی بلوائیے
قابل مجبور ہے آقا۔ بہت اندوہگیں

قطعاتِ تاریخِ وصال

محبوبیت پائگاہ حضرت سیّدنا شیخ العارفین قدس سرہٗ

از مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد فرنگی محلی لکھنوی مدرّس چشمۂ رحمت غازیپور

روز دو شنبہ سہ ذیقعدہ بود ... دہ دو بالا بود تاریخ جلیل
کرد رحلت صوفیِ عالی وقار ... علم دیں را بود او کامل کفیل
ملکِ مشرق بُد بذاتش مستفید ... جائگاہے بود بے مثل و مثیل
در دو مصرع یافت و تاریخ آں ... خوش بیاں شمشاد در طرزِ جمیل

مخلص الرحمٰن سعید الاولیاء
خلد مسکن قطبِ دوراں سعید

از جناب شیر علی صاحب غازیپوری

دوازدہ دو شنبہ۔ ذیقعدہ سحر ... زین سرائے بے بقا رحلت نمود

گفت ہاتف شیر علی سالِ وصال
مخلص الرحمٰن سلطانِ جنود

از جناب حافظ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی

مخلص الرحمنؒ جنید وقت شبلیؒ زماں | شد روانش مجو حسن بسوئے اصلی مرکزے
عازم دارالبقا شد داغ فانی رگزاشت | در جہاں گردید ہم پہلوئے اصلی مرکزے
کل شئی راجع بود با اصل خود لاریب فیہ | دائم او را بود جست و جوئے اصلی مرکزے
جاں نثار راہ حق شد در نواح چاٹگام | زاستانش ہست راہے کوئے اصلی مرکزے
بادشاہِ اتقا بود و جہانگیرش لقب | زہد او شد قوت بازوئے اصلی مرکزے
ماہ ذیقعدہ بُد و ثانی عشر تاریخ بود | شد رواں صبح دو شنبہ سوئے اصلی مرکزے
کوکبِ دل خستہ تاریخ وصالش زد رقم | قطب عالم شد روانہ سوئے اصلی مرکزے ۱۳ ۲
در سر ذیقعدہ و ثانی عشر وقت سحر | دلہٗ جان ہا کش و فضلائے قدس گردید قریں
گفت تاریخ وصالش ہاتف غیبی ز عرش | آمدہ شاہِ نفیسے قرب رب العالمیں
۱۳۰۲ھ

از جناب حکیم فریدالدین احمد صاحب فریدی غازیپوری

ہائے اُس آفتاب کا چھپنا | جس سے روشن ہو خلق کا ایمان
ڈالے پرتو تو ہو وہ شرح صدر | صاف دفع شرور کا اعلان
ماہتابِ ترقی اسلام | اب کرے کس سے فیض کا ارمان
روز افزوں کرامتیں اُس کی | بے زوالی کا چھوڑتی تھیں نشان
کیا لکھوں کیا گزر گئی دل پر | شبِ دیجور ہے نظر میں جہان

مہِ ذیقعدہ روزِ دو شنبہ ۔۔۔ ہنکے ابرِ سیہ کرے حیران

مشرق و مغرب و شمال و جنوب ۔۔۔ جس طرف دیکھتے اُدھر سُنسان

فکرِ تاریخ جب ہوئی مجھکو ۔۔۔ یہی دلمیں فرید آیا دھیان

ہمہ تن جو ہوا فنا فے اللہ ۔۔۔ اُسکی ہر شان ہے خدا کی شان

دیں اُسی کا اُسی کی دنیا ہے ۔۔۔ دونوں عالم میں ہے وہی سلطان

گو بظاہر چھپا خلائق سے ۔۔۔ نور اُس کا کہاں گیا نادان،

جب خلوص اُسکے ساتھ ہے تجکو ۔۔۔ لاکھ پردوں میں ہو عیاں فیضان

دیکھ تو مسندِ خلافت پر ۔۔۔ کوئی بیٹھا ہے یا نہیں۔ پہچان

وہی ہوگا وصال کی تاریخ ۔۔۔ ہے وہی فیضیاب اور بیان

مرحبا اے جنابِ عبد الحیّ ۔۔۔ نجمِ احسانِ مخلص الرحمٰن
۱۳۰۰

قطعۂ تاریخ طبع سیرِ جہانگیری از جناب حافظ مقبول احمد صاحب بنارسی

حالیا بندۂ زاحوالِ شہ لغش طبع شد ۔۔۔ بہر دلداریٔ ما فرقت نصیبان حزیں

از کرامات و کشوفِ بے شمار و لاتعد ۔۔۔ اختصاراً اندکے آمد بتحریر اندریں

گفت کوکب مصرعِ سالِ شیوعش برملا ۔۔۔ سیرتِ پاک آمدہ مصداقِ برہان مبیں
۱۳ ۳۰۰

ولہٗ

اختصاراً آپکے اوصاف کچھ شائع ہوئے ۔۔۔ کچھ ہوئی توضیح شانِ رتبۂ اعلیٰ لقب

ملہمِ غیبی نے تاریخ اشاعت ثبت کی ۔۔۔ سیرتِ زیبا ہے شاہ قدسیٔ زیبا لقب
۱۳ ۵ ۳۰۰

یہ اشعار اختتامِ طبع پر موصول ہوئے اِس لئے بلا ترتیب درج ہیں

یکے از خادمانِ بارگاہِ جہانگیری ساکن دہلی

ترے نورِ جبیں سے ہی طلوعِ صبحِ نورانی
گریزاں ہے سیہ بختوں کی جس سے شامِ ظلمانی

لقب ہے عالمِ قدسی میں شیخ العارفینؒ تیرا
برستا ہے ترے مرقد پہ پیہم لطفِ یزدانی

تجھے "شاہِ جہانگیرؒ" اہلِ دل تسلیم کرتے ہیں
کہ اک عالم کی تونے کی جہانگیری جہانبانی

وجودِ پاک ہے تیرا وہ محور جس پہ روز و شب
دوائر سات اقلیموں کے پھرتے ہیں بآسانی

تجھے وہ خاص رتبہ عالمِ بالا میں حاصل ہے
کہ رہتے ہیں ملک ہر لحظہ سرگرمِ ثنا خوانی

تباہی میں ہے کشتی قوم کی اے ناخدا ہمت
اندھیری رات ہے اور موج پر ہے بادِ طوفانی

تجھے وقتِ کرم ہرگز گوارا ہو نہیں سکتا
کہ خادم سب ترے آزاد ہوں اور یک زندانی

از جناب حافظِ مقبول احمد صاحب کوکب بنارسی

خداوندا مرا دیدارِ شیخ العارفینؒ بنما
جمالِ روئے پُر انوارِ شیخ العارفینؒ بنما

رخِ شاہِ جہانگیرؒ حقیقت برملا بینم
بچشمِ سر مرا دیدارِ شیخ العارفینؒ بنما

سر و گیسو و پیشانی و چشم و ابرو و مژگاں
خط و خال و لب و رخسارِ شیخ العارفینؒ بنما

کنم از پرتوِ او دیدہ بے نور خود روشن
جبینِ مطلع الانوارِ شیخ العارفینؒ بنما

بیاضِ غرّۂ پیشانیِ او جلوہ گر فرما
سوادِ طرّۂ طرّارِ شیخ العارفینؒ بنما

بشبہا آنکہ بودے محوِ حسنِ بیحجابِ تو
مرا آں دیدۂ بیدارِ شیخ العارفینؒ بنما

بذاتِ پاکِ تو گو بد نگاہی ننگرم حاشا
گہے دیدارِ فیض آثارِ شیخ العارفینؒ بنما

گہے گردِ سرش گردم گہے افتم بپائے او
سراپائے قدِ دلدارِ شیخ العارفینؒ بنما

وقارِ حضرتِ شاہِ جہانگیرؒ آشکارا کن
بہارِ شوکتِ دربارِ شیخ العارفینؒ بنما

زلطفِ خاص بہرِ حضرتِ محبوب محمودؒ
ہویدا معنیِ اسرارِ شیخ العارفینؒ بنما

اگر ایں کوکبِ مسکین خود را جلوہ بنمائی
بشکلِ مہبطِ انوارِ شیخ العارفینؒ بنما

از جناب مولوی سیّد محمد صاحب اسلام آبادی

واہ اُن کی سیرتِ زیبا چھپی
جن پہ ہیں افضالِ ربّ العالمین

آستانہ آپ کا رشکِ حرم
پاسباں روضے کے ہیں روح الامین

ہے لقب شاہِ جہانگیرؒ آپ کا
با خطابِ غیب شیخ العارفینؒ

ملکِ عرفاں کے ہیں شاہنشاہ آپ
ہے یہی منشائے شیخ العارفینؒ

اولیا سب محترم ہیں لیکن آج ۔۔۔ کون ہے دنیا میں شیخ العارفین ؒ

اِس خطابِ پاک کے مَوردِ ہیں آپ ۔۔۔ کیوں نہ ہوتے آپ شیخ العارفین ؒ

غیب سے اُن کو ملا ہے یہ خطاب ۔۔۔ کیوں نہ ہوں وہ عرشِ اعلیٰ پر مکین

آپ کا انداز بتلاتا ہے یہ ۔۔۔ آپ اُنہیں آپ میں وہ بالیقین

تیرہ سو دو سن کے ذیقعدہ میں آپ ۔۔۔ ہوگئے رونق دہ عرشِ برین

چھپ گئے ہیں کچھ سوانح آپکے ۔۔۔ بہرِ تسکینِ دلِ اندوہگین

ہے یہ تاریخِ اشاعت سیدا
سیرۂ پاکیزہ پیر عارفین ؒ

تمت بالخیر

